کتاب نما

تعارف وتبصرہ

تبصرہ نگار: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

(۱)

نام کتاب : درس نظامی کی اصلاح اور ترقی

مصنف : بابائے عربی مولانا محمد بشیر سیالکوٹی

ضخامت : ۵۲۸ صفحات قیمت : درج نہیں

ناشر: دارالعلم' 699 آب پارہ مارکیٹ' اسلام آباد' فون: 2253733-2875371 (051)

فاضل مصنف کو عربی زبان کے ساتھ والہانہ محبت ہے۔ وہ سالہا سال سے پاکستان میں عربی زبان کی تدریج وتدریس کے لیے کوشاں ہیں۔ وہ مختلف عربی تعلیمی اداروں میں کام کرتے رہے ہیں۔ وہ لاہور میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے ادارے کے علاوہ جامعہ اشرفیہ میں بھی عربی پڑھاتے رہے ہیں۔ آج کل وہ دارالعلم اسلام آباد کے ڈائریکٹر ہیں اور اسلام آباد میں ہی معروف عربی درس گاہ **معهد اللغة العربية** میں بطور مدیر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ وہی اس درسگاہ کے بانی ہیں۔

مولانا محمد بشیر نے ''حجۃ اللہ البالغۃ'' کے مصنف شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی کتاب **ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء** کا فارسی سے عربی میں ترجمہ کیا جو پاکستان اور سعودی عرب دونوں جگہ چھپ رہا ہے۔ ان کی دوسری تصنیفات بھی ہیں جن میں **مفتاح الانشاء** اور **المحفوظات العربيه** بھی شامل ہیں۔ مولانا نے کئی اسلامی ممالک کے بامقصد دورے کیے اور عربی زبان کی ترویج وترقی کے مختلف انداز دیکھے۔

مولانا محمد بشیر باصلاحیت مصنف' تجربہ کار معلّم' ماہر تعلیم' محقّق اور ادیب ہیں۔ پاکستان میں عربی زبان کی تعلیم وتدریس کو مؤثر بنانا اور عام کرنا ان کا مشن ہے۔ اس ضمن میں انہیں عربی مدارس میں پڑھائے جانے والے درس نظامی کے نصاب اور طریقہ تدریس کے ساتھ اتفاق نہیں۔ وہ اس پر ماہرانہ اور ہمدردانہ تنقید کرتے ہیں۔ نہ صرف وہ موجودہ عربی مدارس کے نصاب کی تجدید چاہتے ہیں بلکہ طریق تدریس میں بھی مکمل تبدیلی کے حق میں ہیں۔ ان کو سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ ہمارے عربی مدارس میں بڑی بڑی ضخیم عربی کتب تو پڑھائی جاتی ہیں اور طالب علم ان کتابوں کا اپنی زبان میں ترجمہ کر لیتے ہیں' مگر سالہا سال کی تدریس کے بعد بھی وہ عربی زبان میں بات چیت نہیں کر سکتے۔ یہی طلبہ جب عرب ممالک میں جاتے ہیں تو عربی بول چال سے نابلد

ہونے کی وجہ سے اکثر ناکام واپس آ جاتے ہیں۔ان کے خیال میں درس نظامی کی اصلاح کے لیے نصابی کتابوں کی تبدیلی کافی نہیں بلکہ یہ تبدیلی طریقہ تدریس میں بھی ہونی چاہیے۔اس وقت صورت حال یہ ہے کہ عربی کی تعلیم کو مشکل خیال کیا جاتا ہے اور اس مفروضے کی بنیاد اس بات پر رکھی جاتی ہے کہ عربی افعال کی گردانیں بڑی لمبی ہوتی ہیں۔اس مفروضے کو غلط ثابت کرنے کے لیے جہاں وہ قرآنی آیت کا بار بار حوالہ دیتے ہیں کہ ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○﴾ وہاں ابتداءً گرامر پڑھانے کے خلاف ہیں' بلکہ آسان عربی جملے بولنے کی مشق کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔روز مرہ استعمال کے چند جملے بولنا سیکھ لینے کے بعد بچے میں عربی زبان سیکھنے کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔وہ گرامر کے ذریعے عربی پڑھانے کے خلاف ہیں۔ان کا خیال ہے کہ زبان کی تعلیم فطری طریقے سے ہونی چاہیے۔ابتدائی صلاحیت حاصل ہو جانے کے بعد طالب علم خود شوق کے ساتھ زبان دانی کے قواعد سیکھ لیتا ہے۔پھر وہ چاہتے ہیں کہ عربی کی تدریس عربی زبان میں ہی ہو۔عربی سبق کی کلاس میں عربی کے علاوہ دوسری زبان میں بات کرنا ممنوع ہو۔اس سے بچے عربی بول چال سے مانوس ہوتے جائیں گے اور انہیں عربی کی تعلیم مشکل نہ لگے گی۔عربی مدارس سے فارغ ہونے والے طالب علم جب کسی دوسرے عربی مدرسے میں استاد مقرر ہوتے ہیں تو وہ کامیاب استاد نہیں بنتے' کیونکہ انہیں عربی بولنا نہیں آتی۔ایسی صورت حال میں وہ بچوں سے یہ توقع کیسے رکھ سکتے ہیں کہ وہ عربی میں بات چیت کریں۔چنانچہ عربی مدارس میں استاد بننے کے خواہش مند حضرات کو تدریس عربی کی ٹھوس تربیت فراہم کرنی چاہیے۔مصنف نے لکھا ہے کہ انہیں کئی عربی مدارس میں جانے کا اتفاق ہوا' اکثر جگہوں کے اساتذہ عربی بول چال سے خائف تھے۔

درس نظامی میں پڑھائی جانے والی کتابوں میں یہ خامی ہے کہ وہاں اسباق کے آخر میں مشقی سوالات نہیں ہوتے یا بہت کم اور ناکافی ہوتے ہیں' جبکہ تمرینات کے حل کرنے سے تعلیم میں پختگی آتی ہے۔یہ اصول تو مسلمہ ہے کہ مشق سے کمال حاصل ہوتا ہے۔تدریس عربی کے سلسلہ میں حکومت پاکستان کی غفلت کا بھی ذکر کیا گیا ہے' جس کے نتیجے میں برادر عرب ممالک میں ہم سے بے مروّتی برتی جاتی ہے۔ہمارے لوگوں کو عربی سے نابلد ہونے کی وجہ سے وہاں ملازمتیں اور کام نہیں ملتے جس سے ہم بڑی تعداد میں زرِمبادلہ سے محروم رہ رہے ہیں۔

اسلام کی بنیادی تعلیمات قرآن مجید میں ہیں اور قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔اسی طرح ہماری تعلیمات کا دوسرا ذریعہ احادیث رسولؐ ہیں' وہ بھی عربی میں ہیں۔ہمارے رسول ﷺ کی زبان عربی تھی۔آپؐ نے عربی سیکھنے کا حکم دیا ہے کہ اہلِ جنت کی زبان بھی عربی ہوگی۔اس طرح ہر مسلمان کو عربی کے ساتھ پیار ہے۔جونہی بچہ ۳'۴ سال کا ہوتا ہے تو اسے عربی قاعدہ پڑھایا جاتا ہے۔عربی زبان کا احترام ہر مسلمان کے دل میں ہے۔

جیسا کہ ذکر ہوا مصنف مروّجہ کتب درس نظامی سے مطمئن نہیں ہے اور نہ ہی وہ طریق تدریس کو مناسب جانتا ہے۔اس نے بڑی مہارت سے درس نظامی کے لیے کتابیں بھی تحریر کی ہیں جو جدید تقاضوں کے مطابق ہیں۔درس نظامی کا مروّجہ نصاب صدیوں پرانا ہے' جبکہ زمانہ تیزی کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔ہر شعبہ کہاں سے کہاں پہنچ چکا ہے۔اس صورت حال میں پرانا نصاب اور پرانا طریق تدریس کیسے کفایت کرے گا۔چنانچہ ضرورت ہے کہ درس نظامی میں بھی انقلابی تبدیلیاں لائی جائیں اور عربی تعلیم وتدریس کے جدید طریقے سکھائے